خسرو کی پہیلیاں

عادل اسیر دہلوی

امیر خسروؒ کی پہیلیاں

عادل اسیر دہلوی

ملک بک ڈپو

3212، ترکمان گیٹ، دہلی ـ 110006
E-mail : aadilaseer@hotmail.com

سلسلۂ مطبوعات ——— ۱۸

(جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ)

ISBN 81-87944-17-X

نام کتاب : امیر خسرو کی پہیلیاں
مرتب : عادل اسیر دہلوی
صفحات : 64
تعداد : 1000
اشاعت ہفتم : 2009ء
قیمت : پچیس روپے =/25
ناشر : ملک بک ڈپو
3212، ترکمان گیٹ، دہلی۔ 110006
مطبع : انیس آفسیٹ پرنٹرس
کوچہ چیلان، دریا گنج، نئی دہلی۔ 110002

AMIR KHUSRO KI PAHELIYAN

By: Aadil Aseer Dehlvi

MALIK BOOK DEPOT
3212, Turkman Gate, Delhi- 110006
E-mail: adabatfal@hotmail.com
Mobile:098 99 711 762
Price: Rs. 25/-

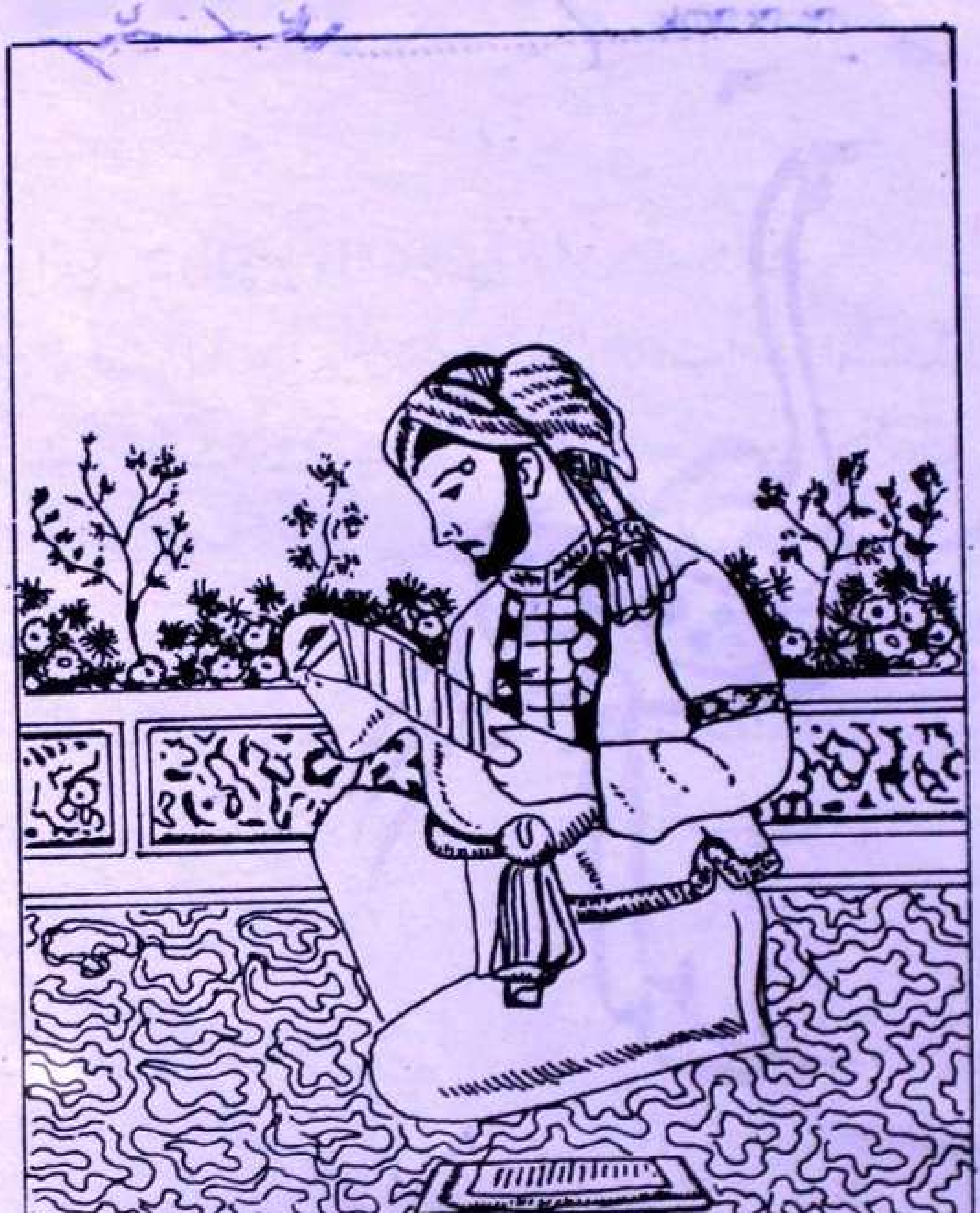

امیر خسرو دہلوی

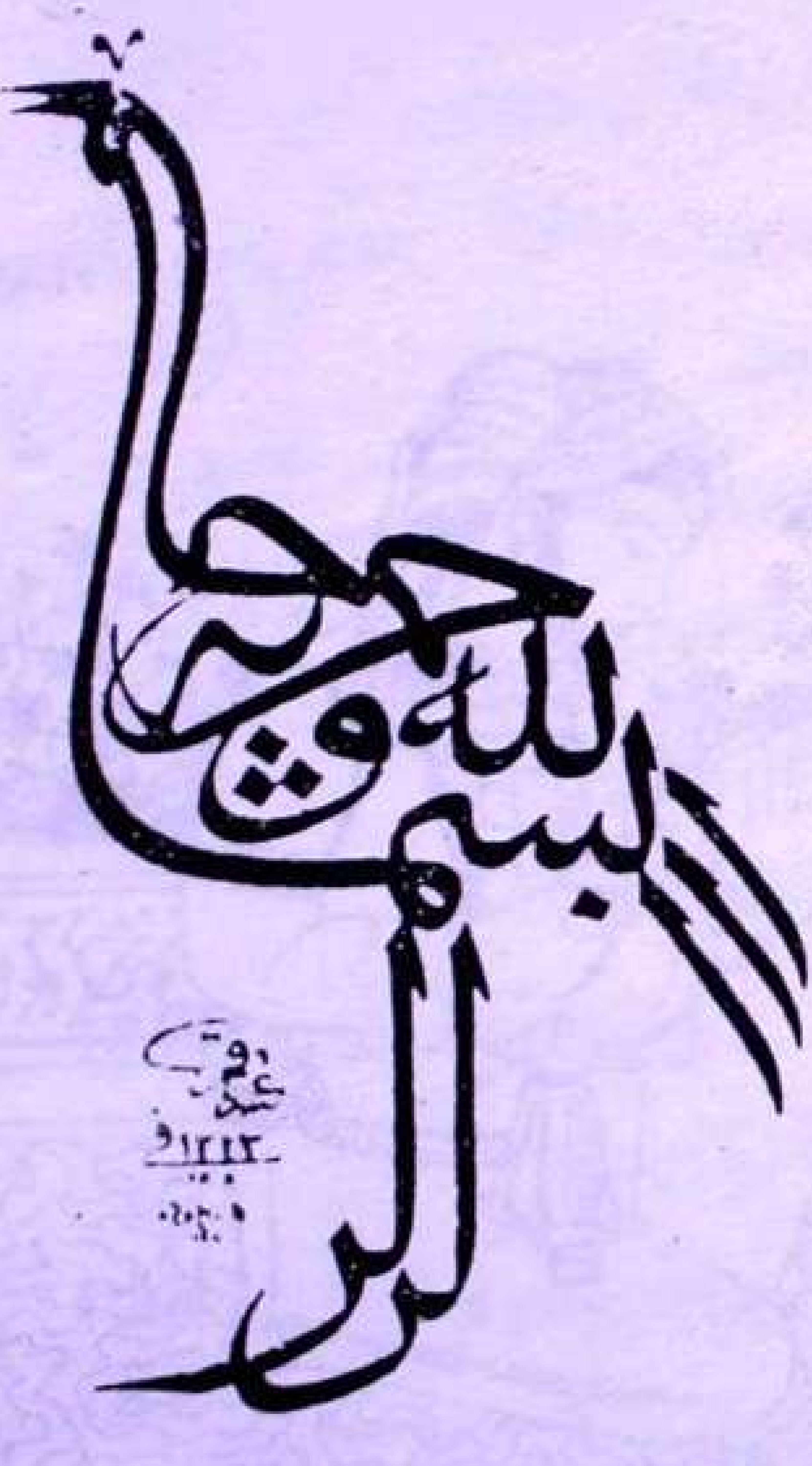
بسم الله الرحمن الرحيم

امیر خسروؒ دہلوی

حضرت امیر خسروؒ دہلوی ۱۲۵۳ء کو پٹیالی میں پیدا ہوئے۔ پیدائش کے وقت آپ کا نام ابوالحسن یمین الدین رکھا گیا۔ بعد ازاں آپ کے والد امیر سیف الدین محمود شمسی آپ کو کپڑے میں لپیٹ کر ایک خدا رسیدہ بزرگ کے پاس لے گئے۔ جنھوں نے امیر خسروؒ کو دیکھتے ہی فرمایا:

> یہ لڑکا عارف باللہ اور یگانۂ روزگار ہو گا۔ قیامت تک اس کا نام یادگار رہے گا۔ اور خاقانی سے دو قدم آگے بڑھ جائے گا۔ اس کے بعد دعا دی کہ اللہ اس کو ہر دل عزیز کرے۔

امیر خسروؒ کی ابتدائی تعلیم کا انتظام دہلی میں کیا گیا۔ لیکن چار سال کی عمر تک امیر خسرو پٹیالی میں ہی رہے۔

دہلی میں امیر خسروؒ کی تعلیم کا بہترین انظام کیا گیا۔ لیکن امیر خسرو ابھی صرف نو سال کے ہی تھے کہ ان کے والد امیر سیف الدین محمود کسی لڑائی میں کام آکر جان بحق ہو گئے۔ جس کے بعد امیر خسروؒ کی پرورش کی ذمہ داری ان کے نانا عماد الملک نے لے لی۔

عماد الملک خدا رسیدہ انسان تھے۔ مختلف لوگ اُن سے فیضیاب ہوتے رہتے تھے۔ طبیعت میں سخاوت تھی۔ اور سب سے بڑی بات یہ کہ سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاءؒ کا قیام بھی اکثر عماد الملک کے یہاں رہتا تھا۔ امیر خسروؒ کی خوش نصیبی تھی کہ کم عمر میں ہی انہوں نے اپنے پیر و مرشد کی قربت حاصل کرلی تھی۔ روایت ہے کہ کسی دن امیر خسروؒ کے اشعار سن کر سلطان المشائخ محبوب الٰہیؒ نے اُن کو اصفہانیوں کے طرز پر شعر کہنے کی ہدایت فرمائی تھی۔

ابتدا میں امیر خسروؒ نے اپنے بڑے بھائی اعز الدین سے اصلاح لی۔ بعد ازاں وہ خواجہ شمس الدین خوارزمی کو اپنا کلام دکھانے لگے خواجہ شمس الدین، سلطان ناصر الدین کے سب سے بڑے درباری شاعر تھے۔ علمیت کے میدان میں بھی انھیں دربار میں امتیازی مقام حاصل تھا۔

۱۲۷۵ء میں امیر خسروؒ کے نانا عماد الملک کا بھی انتقال ہو گیا۔ اس وقت امیر خسروؒ کی عمر صرف بیس بائیس سال تھی۔ نانا کے انتقال کا انھیں بے حد صدمہ ہوا۔

عماد الملک کی وفات کے بعد امیر خسروؒ کتلو خاں عرف ملک چھجو کے ملازم ہو گئے۔ اور تقریبا دو برس تک اس کے دربار سے وابستہ رہے۔

اسی دوران بغرا خاں سے کوئی انعام قبول کرنے کی وجہ سے کتلو خاں امیر خسروؒ سے ناراض ہو گیا۔ اور ان کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرنے لگا۔ امیر خسروؒ نے کتلو خاں کا دل صاف کرنے کی بہت کوشش کی۔ لیکن جب کامیابی کی کوئی صورت نظر نہیں آئی تو مجبوراً بغرا خاں سے

وابستگی اختیار کر لی۔

بغرا خاں امیر خسروؒ کو بہت پسند کرتا تھا۔ اس لیے جب وہ بنگال گیا تو امیر خسروؒ کو بھی اپنے ساتھ لے گیا۔ کچھ عرصہ بعد امیر خسروؒ واپس آکر شہزادے سلطان محمد سے وابستہ ہو گئے۔ اور پھر اُس کے ساتھ ملتان چلے گئے۔ جہاں اُن کا قیام پانچ سال تک رہا۔

سلطان محمد علم و فضل کا قدر دان تھا۔ اُس نے امیر خسروؒ کی خوب قدر و منزلت کی۔ ایک روایت کے مطابق اُس نے شیخ سعدیؒ کو بھی ہندوستان آنے کی دعوت دی تھی مگر انھوں نے بڑھاپے کی وجہ سے معذرت کی اور کہا کہ اس کے دربار میں خسرو جیسا جوہرِ قابل موجود ہے اس کی قدر افزائی کرنی چاہیے۔ دوسری روایت کے مطابق شیخ سعدیؒ ہندوستان آئے تھے اور انھوں نے امیر خسرو سے ملاقات بھی کی تھی۔ سلطان محمد کے دربار میں امیر خسروؒ کے عزیز دوست امیر حسن سجزیؒ دہلوی بھی ملازم تھے۔

امیر خسروؒ امن و سکون کے ساتھ ملتان میں تھے کہ ایک ناگہانی مصیبت میں گرفتار ہو گئے۔ ہوا یہ کہ مغلوں نے ملتان پر حملہ کر دیا۔ بد قسمتی سے شہزادہ سلطان محمد اس حملے میں ہلاک ہو گیا اور امیر خسروؒ گرفتار کر لیے گئے۔ کچھ عرصہ بعد امیر خسروؒ مغلوں کے شکنجے سے نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔ جہاں سے وہ سیدھے اپنی والدہ کے پاس پٹیالی پہنچے۔ بعد ازاں دہلی آئے۔ اور بلبن کے دربار میں سلطان محمد کا مرثیہ پڑھا جو انھوں نے ملتان میں شہزادے کی شہادت اور مغلوں کی غارت گری کے

متعلق لکھا تھا۔ مرثیہ سن کر بلبن بہت رویا۔ اور آخر کار اسی صدمے کی وجہ سے تیسرے دن انتقال کر گیا۔

بلبن کی موت کے بعد اس کی وصیت کے بر خلاف کیقباد کو تخت پر بٹھایا گیا۔ اس بادشاہ نے امیر خسروؒ کی خوب قدر کی مثنوی "قرآن السعدین" امیر خسروؒ نے کیقباد کی فرمائش پر ہی لکھی تھی۔

کیقباد کے بعد جلال الدین فیروز خلجی دہلی کا حکمراں بنا۔ اور چھے سال تک حکومت کی۔ اس نے بھی امیر خسروؒ کی قدر و منزلت کی۔

جلال الدین فیروز خلجی کو اُس کے بھتیجے علاء الدین نے قتل کر کے اقتدار پر قبضہ کر لیا۔ علاء الدین بڑا پُر عزم بادشاہ تھا۔ اس کے دور حکومت میں مختلف علوم و فنون نے خوب ترقی کی۔

امیر خسروؒ کو علاء الدین کا دورِ حکومت خوب ساز گار ثابت ہُوا۔ انھوں نے اپنی بیشتر تصانیف علاء الدین کے دورِ حکومت میں ہی مکمل کیں۔ اور اس بادشاہ کے دور میں ہی امیر خسروؒ کو حضرت نظام الدین اولیاؒء کی بیعت کا شرف بھی حاصل ہوا۔ جس نے امیر خسروؒ کی زندگی میں انقلاب پیدا کر دیا۔

علاء الدین خلجی نے اکیس سال تک نہایت تزک و احتشام کے ساتھ حکومت کی۔ اس کے بعد تقریباً تین ماہ تک افراتفری رہی۔ آخر کار قطب الدین مبارک تخت نشین ہو گیا۔

قطب الدین مبارک نے چار سال تک حکومت کی۔ یہ بادشاہ بھی امیر خسروؒ پر بہت مہربان تھا، مثنوی "نہ سپہر" خسروؒ نے اسی کی

فرمائش پر لکھی تھی۔ بعد ازاں مبارک شاہ کے غلام خسرو خاں نے اس کو قتل کر کے اقتدار پر قبضہ کر لیا۔

غیاث الدین تغلق نے آکر خسرو خاں کو شکست دی اور اس کو قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد سب نے متفقہ طور پر اقتدار غیاث الدین تغلق کے ہاتھوں میں سونپ دیا۔

غیاث الدین تغلق نے بھی امیر خسروؒ کی قدر افزائی کا سلسلہ جاری رکھا۔ انھیں اپنا مصاحب خاص بنا لیا اور اپنے ساتھ بنگال لے گیا۔ واپس آتے ہوئے امیر خسروؒ کو کسی کام سے لکھنوتی چھوڑ آیا، یہاں امیر خسروؒ کو اپنے پیر و مرشد حضرت نظام الدین اولیاءؒ کے وصال کی خبر ملی، یہ فوراً دہلی پہنچے۔ مرشد کے مزار پر حاضری دی اور یہ دوہا پڑھا۔

گوری سووے سیج پہ مکھ پر ڈارے کیس
چل خسرو گھر آپنے سانجھ بھئی چہو دیس

بعد ازاں آخر کار اپنے پیر و مرشد سے جُدائی کے غم میں چھے ماہ بعد ۱۳۲۴ء میں امیر خسروؒ کا بھی انتقال ہو گیا۔

امیر خسروؒ نے بلبن سے لے کر محمد تغلق تک گیارہ بادشاہوں کا زمانہ دیکھا۔ سات بادشاہوں کے دربار میں ممتاز عہدوں پر فائز رہے، لیکن اپنی شخصیت کو کبھی متنازعہ نہیں بننے دیا، درباری سیاست سے انہوں نے خود کو ہمیشہ الگ رکھا۔ اس لیے ہر بادشاہ نے اُن پر اعتماد کیا اور دل کھول کر قدر کی۔ خوب انعامات و اکرامات سے نوازا۔ غیاث الدین تغلق کے دربار سے ان کی آخری وابستگی تھی۔

امیر خسروؒ کو اپنے پیر و مرشد حضرت نظام الدین اولیاءؒ سے بے حد عقیدت اور محبت تھی، محبوب الٰہی حضرت نظام الدین اولیاءؒ بھی امیر خسروؒ کو بہت عزیز رکھتے تھے۔ آپ نے امیر خسروؒ کی شاعری کی تعریف بھی کی ہے۔ امیر خسروؒ نے مرشد سے عقیدت و محبت کا اظہار اپنی فارسی اور ہندی کی شاعری میں متعدد جگہ نہایت شدّت کے ساتھ کیا ہے۔

امیر خسروؒ فارسی زبان کے عظیم شاعر، منفرد نثر نگار تھے۔ ان کی عظمت کا اعتراف فارسی کے تمام شعراء نے کیا ہے بلبل شیراز حضرت سعدیؒ نے بھی امیر خسروؒ کی بے حد تعریف کی ہے۔

امیر خسروؒ نے فارسی نثر و نظم میں کثیر ادبی سرمایہ چھوڑا ہے۔ نثر و نظم میں درج ذیل کتابیں ہیں۔

۱۔ تحفۃ الصغر

۲۔ وسط الحیاۃ

۳۔ غرۃ الکمال

۴۔ بقیہ نقیہ

۵۔ نہایۃ الکمال

مندرجہ بالا دواوین غزلیات کے علاوہ مثنویات میں درج ذیل تصانیف ہیں۔

۱۔ قران السعدین

۲۔ مفتاح الفتوح

۳۔ عشقیہ یا خضر خاں و دول رانی

۴۔ نہ سپہر

۵۔ تغلق نامہ

۶۔ خمسہ ٔ خسروؒ کی تمام مثنویاں خمسہ نظامی گنجوی کی تقلید میں لکھی گئی ہیں جن کا نام ''مطلع الانوار'' ''شیریں خسرو'' ''مجنوں لیلیٰ'' ''آئینہ سکندری'' اور ''ہشت بہشت'' ہیں۔

نثر میں امیر خسروؒ نے ''اعجاز خسروی یا رسائل الاعجاز، '' ''خزائن الفتوح یا تاریخ علائی'' اور ''افضل الفوائد'' تصنیف کیں۔

امیر خسروؒ کو فنِ موسیقی میں بھی یگانہ روزگار بتایا جاتا ہے۔ مشہور ہندوستانی ساز ستار کی ایجاد امیر خسروؒ کی طرف ہی منسوب کی جاتی ہے۔ متعدد راگ راگنیاں بھی امیر خسروؒ کی ایجاد بتائے جاتے ہیں۔

امیر خسروؒ فارسی کے علاوہ اپنی مادری زبان ہندوی میں بھی شعر کہتے تھے۔ البتہ اپنے ہندوی کلام کی انھوں نے قدر نہیں کی۔ اور نہ ہی اپنی ہندوی شاعری کو انھوں نے اپنے لیے باعثِ افتخار سمجھا۔ جو کچھ ہندوی میں از خود یا لوگوں کی فرمائش پر کہا اسی وقت تقسیم کر دیا۔ فارسی دربار کی زبان تھی۔ ہندوی کو کمتر سمجھا جاتا تھا۔ اس لیے امیر خسروؒ نے بھی اپنے ہندوی کلام کو کوئی خاص اہمیت نہیں دی۔ اور اس کو محفوظ نہیں رکھا۔ اس لیے جو کچھ کلام لوگوں کو سینہ بہ سینہ منتقل ہوتا رہا یا مختلف تذکرہ نویسوں نے اپنے تذکروں میں محفوظ کر لیا وہی ہماری دسترس میں ہے۔ باقی کلام یا تو ضائع ہو گیا یا ابھی تک ہماری پہنچ سے دُور

ہے، اس سلسلے میں کچھ عرصہ پہلے گوپی چند نارنگ کی کوشش سے امیر خسروؒ کی کچھ پہیلیوں کا پتہ چلا ہے۔ ہر چند نارنگ کے دریافت کردہ نسخہ برلن ذخیرۂ اشپرنگر کی پہیلیوں کی حیثیت بھی مشکوک ہے، لیکن آج تک جو کلام ہمیں دستیاب ہوا ہے اس پر بھی مستند کلام کی مہر ثبت نہیں کی جا سکتی۔

امیر خسروؒ سے ہندوی زبان میں پہیلیاں، کہہ مکرنیاں، دوہے، دوسخنے، ڈھکوسلے، چند گیت اور غزلیں وغیرہ منسوب کی جاتی ہیں۔ لیکن میں نے اس مجموعے میں صرف پہیلیاں ہی جمع کی ہیں۔ بعض پہیلیاں بچوں کے مطلب کی نہیں تھیں وہ میں نے دانستہ خارج کر دی ہیں۔ علاوہ ازیں کتاب کے آخر میں ماخذ کی فہرست بھی دے دی گئی ہے۔

عادل اسیر دہلوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(۱)

ایک ناری پیا کو بھانی   تن وا کو سگرا جوں پانی
آب رکھے پر پانی نا نہہ   پیا کورا کھے ہردے مانہہ
جب پی کو وہ منہ دکھلاوے   آپ ہی سگری پی ہو جاوے

(۲)

ایک تھال موتیوں سے بھرا   سب کے سر پر اوندھا دھرا
چاروں اور وہ تھال پھرے   موتی اُس سے ایک نہ گرے

(۳)

آنا جانا اُس کا بھائے   جس گھر جائے لکڑی کھائے

(۴)

ایک پیڑ ریتی میں ہووے   بن پانی دیے ہرا وہ رہووے
پانی دیے سے وہ جل جائے   آنکھ لگے اندھا ہو جائے

(۵)

ایک پُرکھ جب مد پر آئے   لاکھوں ناری سنگ لپٹائے
جب وہ ناری مد پر آئے   تب وہ ناری نر کہلائے

(۶)

آوے تو اندھیری لائے   جاوے تو سُکھ لے جائے

(۷)

آگ لگے پھولے پھلے سینچت جاوے سوکھ
میں توئے پوچھوں اے سکھی پھول کے بھیتر روکھ

(۸)

ایک نار جاکے مُکھ سات   سو ہم دیکھی ٹانگن جات
آدھا مانس نگلے رہے   آنکھوں دیکھی خسرو کہے

(۹)

اُجل اتیت موتی برنی   پائی کنت دیے موئے دھرنی
جہاں دھری تھی واں نہیں پائی   ہاٹ بازار سب ہی ڈھونڈ آئی
اے سکھی اب کیجیے کیا   پی مانگے تو دیجیے کیا

(۱۰)

ایک نار دو کولے بیٹھی   ٹیڑھی ہو کے بِل میں بیٹھی
جس کے بیٹھے اُسے سہائے   خسرو اُس کے بل بل جائے

(۱۱)

ایک راجہ کی انوکھی رانی   نیچے سے وہ پیوے پانی

(۱۲)

ایک نار نورنگی چنگی وہ نار کہاوے
بھانت بھانت کے کپڑے پہنے لوگوں کو ترساوے

(۱۳)

ایک اچنبا دیکھو چل   سوکھی لکڑی لاگے پھل
جو کوئی اُس پھل کو کھاوے   پیڑ چھوڑ کہیں اور نہ جاوے

(۱۴)

اُجل برن آدھیں تن ایک چت دو دھیان
دیکھت میں تو سادھو ہیں پر نپٹ پاپ کی کھان

(۱۵)

آگے سے وہ گانٹھ گٹھیلا   پیچھے سے وہ ٹیڑھا
ہاتھ لگائے قہر خدا کا   بوجھ پہیلا میرا

(۱۶)

ایک نار نے اچرج کیا   سانپ مار پنجرے میں دیا
جوں جوں سانپ تال کو کھائے   تال سوکھ سانپ مرجائے

(۱۷)

آگے آگے بہنا آئی اور پیچھے پیچھے بھیا
دانت نکالے باوا آئے برقعہ اوڑھے میا

(۱۸)

اچرج بنگلا ایک بنایا   اوپر نیو تلے گھر چھایا
بانس نہ بلی بندھن گھنے   کہو خسرو گھر کیسے بنے

(۱۹)

ایک گاؤں صدہا کنوے، کنوے پنہار
مورکھ تو جانے نہیں چترا کرے بچار

(۲۰)

ایک ناروہ اوکھد کھائے   جس پر تھوکے وہ مر جائے
اس کا پیا اُسے چھاتی لائے   اندھا نہیں تو کانا ہو جائے

(۲۱)

ایک ترور کا پھل ہے تر   پہلے ناری پیچھے نر
وا پھل کی یہ دیکھو چال   باہر کھال اور بھیتر بال

(۲۲)

ایک نار کر تار بنائی   نا وہ کواری ناوہ بیاہی
سوہا رنگ ہی واکو رہے   بھابی بھابی ہر کوئی کہے

(۲۳)

ایک گُنی نے یہ گُن کینا   ہریل پنجرے میں دے دینا
دیکھو جادو گر کا حال   ڈالے ہرا نکالے لال

(۲۴)

ایک پرکھ اور نو لکھ ناری   سیج چڑھیں وہ تریاں ساری
جلتے پرکھ دیکھے سنسار   ان تریوں کا یہی سنگھار

(۲۵)

ایک نار کرتار بنائی   سوہا جوڑا پہن کے آئی
ہاتھ لگائے وہ شرمائے   یا ناری کو چتر بتائے

(۲٦)

ایک پرکھ سا ہنر نار   چلے پرکھ دیکھے سنسار
بہت جلے اور ہووے راکھ   تب ان تریوں کی ہووے ساکھ

(۲۷)

ایک نار کوئے میں رہے   واکا نیر کھیت میں بہے
جو کوئی واکے نیر کو چاکھے   پھر جیون کی آس نہ راکھے

(۲۸)

ایک ناردو سینگوں سے   نت کھیلے اٹھ دھینگوں سے
جس کے دوار جا اڑے   بے مانس لیے نہیں ٹلے

(۲۹)

ایک کنیا نے بالک جایا   وا بالک نے جگت ستایا
مارا مرے نہ کاٹا جائے   وابالک کو ناری کھائے

(۳۰)

ایک پُرکھ بہت گن بھرا   لیٹا جاگے سووے کھڑا
اُلٹا ہوکر ڈالے بیل   یہ دیکھو کرتار کے کھیل

(۳۱)

ایک ناری کے دو بالک دونوں ایک ہی رنگ
ایک پھرے ایک ٹھارا رہے پھر بھی دونوں سنگ

(۳۲)

اگن کنڈ میں گھر کیا اور جل میں کیا نکاس
پردے پردے آوت ہے اپنے پیا کے پاس

(۳۳)

ایک روکھ میں اچرج دیکھا ڈال گھنی دکھلاوے
ایک ہے پتا واکے اوپر ماتھ چھوئے کمھلاوے
سندروا کی چھاؤں ہے اور سندروا کو روپ
کھلا رہے اور نہ کمھلاوے جوں جوں لاگے دھوپ

(۳۴)

اک راجہ نے محل بنایا اک تھم پروانے بنگلا چھایا
بھور بھئی جب باجی بم نیچے بنگلا اوپر تھم

(۳۵)

این پہیلی تین کا گچھا جس میں ایک سندر ہے
اے سکھی میں تجھ سے پوچھوں دو باہر ایک اندر ہے

(۳۶)

اک ناری کے سر پہ نار پی کی لگن میں کھڑی لاچار
سیس ڈھنے اور چلے نہ زور رو رو کر وہ کرے ہے بھور

(۳۷)

ایک پُرکھ کا اچرج لیکھا   موتی پھلتی آنکھوں دیکھا
جہاں سے اُپجے وہیں سمائے   جو پھل گرے سو جل جل جائے

(۳۸)

آدھ کٹے سے سب کو پالے   مدھ کٹے سے سب کو مارے
انت کٹے سے سب کو میٹھا   خسرو وا کو آنکھوں دیکھا

(۳۹)

آدھا مٹکا سارا پانی   جو بوجھے سو بڑا گیانی

(۴۰)

ایک نار چاتر کہلاوے   مورکھ کو نہ پاس بُلاوے
چاتر مرد جو ہاتھ لگاوے   کھول سر وہ آپ دکھاوے

(۴۱)

ایک پرکھ نے ایسی کری   کھونٹی اوپر کھیتی کری
کھیتی باڑی دینی جلائے   وائی کے اوپر بیٹھا کھائے

(۴۲)

ایک جناور جل میں رہے اور من میں واکے کھینچ
اُچھل وار کھانڈا کرے جل کا جل کے بیچ

(۴۳)

انگوٹھے سی جڑ، چوڑا پات۔   چھوٹے بڑے پھل ایک ہی سات

(۴۴)

ایک کہانی میں کہوں تُو سن لے میرے پوت
بنا پروں وہ اُڑگیا باندھ گلے میں سُوت

(۴۵)

امبر چڑھے نہ پھول گرے دھرتی دھرے نہ پاؤں
چاند سورج کی اوجھل بسے وا کا کیا ناؤں

(۴۶)

ایک نار پانی پر ترے اُس کا پرکھ لٹکا مرے
جوں جوں خندی غوطہ کھائے دوں دوں بھڑوا مارا جائے

(۴۷)

اندھا بہرا گونگا بولے گونگا آپ کہاوے
دیکھ سفیدی ہوت انگارا گونگے سے بھڑ جاوے

(۴۸)

اکڑوں بیٹھ کے مارن لاگا بیچ کلیجہ دھڑکے
امیر خسرو یوں کہیں وہ دودو اُنگل سر کے

(۴۹)

ایک جانور رنگ رنگیلا بن مارے وہ رووے
اس کی ماں پر تین طلاقیں جو بنا بتائے سووے

(۵۰)

اوپر سے وہ سوکھی ساکھی نیچے سے پنہائی
ایک اتری اور ایک چڑھی اور ایک نے ٹانگ اُٹھائی
موٹا ڈنڈا کھانے لاگی یہ دیکھو چترائی
امیر خسرو یوں کہیں تم ارتھ دیو بتائی

(۵۱)

ایک ناری دکھن سے آئی   ہے وہ نر اور ناری کہائی
کالا منہ کر جگ دکھلاوے   موے ہرے جب واکو پاوے

(۵۲)

ایک نار وہ دنت دنتیلی   پتلی دبلی چھیل چھبیلی
جب واتریا کو لاگے بھوک   سوکھے ہرے چباوے روک
جو کوئی بتاوے واکے بلہاری   خسرو کہے ورے کو آری

(۵۳)

ایک بُڑھیا شیطان کی خالہ   سر ہے سفید اور مُنہ ہے کالا
لونڈوں گھیرے ہے وہ نار   لڑکے رکھے ہیں اُس سے پیار
اچھلے کودے ناچے وہ   آگ لگے اس بڑ بھس کو

(۵۴)

ادھر کو آوے ادھر کو جاوے   ہر ہر پھیرے کاٹ وہ کھاوے
ٹھہر رہتی جس دم وہ ناری   خسرو کہے ورے کو آری

8.33

(۵۵)

ایک نار جب بن کر آوے   مالک کو اپنے اوپر بلاوے
ہے وہ ناری سب کے گوں کی   خسرو نام لیے تو چونکی

(۵۶)

ایک نار چرن وا کے چار   شیام برن صورت بدکار
بوجھے تو مشک ہے نہ بوجھے تو گنوار

(۵۷)

ایک نار ہاتھی پر خاصی   جنور بیٹھا بیچ خواصی
اتا پتا مت پوچھو ہم سے   کچھ تو محرم ہوگی اس سے

(۵۸)

اندر بہے اور باہر بہے   جو دیکھے سو موری کہے

(۵۹)

ایک مندر کے سہسر در   ہر در میں تریا کا گھر
بیچ میں وا کے امرت تال   بوجھ ہے اسکی بڑی محال

(۶۰)

ایک نار ترور سے اُتری سر پر وا کے پاؤں
ایسی نار کنار کو میں نہ دیکھن جاؤں

(۶۱)

ایک نار ترور سے اتری ماسوں جنم نہ پایو
باپ کو ناؤں جو وا سے پوچھو آدھو ناؤں بتایو

آدھو ناؤں بتایو خسرو کون دیس کی بولی
واکو ناؤں جو پوچھو میں نے اپنے ناؤں نبولی

(۶۲)

ایک پُرکھ ہے دئی سنورا   دُنیا کا نستارن ہارا
واکے چرنوں لاگ رہو   زیادہ بچن نہ منہ سے کہو

(۶۳)

ایک پرکھ کی ساری دیہہ   دیہی اوپر دانت گھیہہ
سر پر کاٹھ اُسی کے ساتھ   کاریگر کے دیکھا ہاتھ

(۶۴)

آپ چلے بھوجن کرے اور بیری لا کے بیر
اپنے رس کے کارنے سو آئے ندی تیر

(۶۵)

اپنے سمے میں ایک نار آئے   ٹک دیکھے اور پھر چھپ جائے
موہے اچنبھا آوت ایسے   جل میں اگن بست ہے کیسے

(۶۶)

ایک نپٹ ناجک بنو اور رنگت لال گلال
دم تو جیون مول ہے پر منہ لاکھے سے لال

(۶۷)

اپنے سمے اک پنچھی آئے   ٹک دیکھے اور پھر چھپ جائے
بوجھ کے اٹھیو قسم ہے تم پر   آگ بِنا اُجیارا دُم پر

(۶۸)

ایک پُرکھ ہے پیچک رو   اشنان کرے ہے مل مل تو
کَچا ہو کچھ کام نہ آئے   پک کر چرنوں لاگے پائے

(۶۹)

ایک ناری میں جب نر جائے   کالا منہ کر اُلٹا آئے
چھاتی گھاؤ اپنی سہے   من کے بچن پر آئے کہے

(۷۰)

آئی تھی بھوجن کرن اور بھوجن ہو گئی آپ
پچھلوں سے کہتی گئی کہ بھوجن نہیں یہ پاپ

(۷۱)

ایک نار ہے گھیر گھومیلی   بھیتر وا کے لکڑی میلی
پھر اکرے چلنے کی آن   اس کی اس میں بوجھ آسان

(۷۲)

ایک جزیرہ ایسا دیکھا سدا بنے پھر ٹوٹ
گور کے اندر گور کو رکھیں ذری نہیں ہے جھوٹ

(۷۳)

الٹی سیدھی چلے پھرے اور کمر سے باندھے چام
لاکھ جتن سے اُسے بنایا نہیں بھولتی کام

(۷۴)

ایک منڈھی جوگی کے ہاتھ　　فکر پھریں ہیں بالک ساتھ
کھود بدن پر کاڑھے ہے　　اپنے آپ کو مارے ہے
کھود دیہی پر اپنی کھائے　　گاوے جوگی منڈھی بجائے

(۷۵)

ایک چیز کے دو ہیں نام　　وا کے کھائے نیک انجام
دانا سبھی ہضم کر جائیں　　اگلن ہارے کوڑھ کھائیں

(۷۶)

ایک نار منہ بائے آئے　　آتے ہی ان اوکھت کھائے
جب ناری نے لی اُبکائی　　تو پے دیکھے نہ موہی دکھائے

(۷۷)

ایک پرکھ ہے سندر مورت　　جو دیکھے وہ اُسی کی صورت
فکر پہیلی پائی نہ　　بوجھن لاگا آئی نہ

(۷۸)

اوپر سے ایک رنگ ہو اور بھیتر چتی دار
سو پیاری باتیں کرے فکر انوکھی نار

(۷۹)

ایک نار ہے ایسی خاصی　　بھوجن کھلی تیل کی پیاسی
ہاتھ لیے ایسے اترائے　　موا گائے سرے چڑھ جائے

(۸۰)

ایک برونکا پھول ہے اور مہاراج اوتار
بچھالے اور اُٹھ چلے ہر ہر کے دربار

(۸۱)

اسم ہے اس کے جسم نہیں ہے   جنور کی بھی قسم نہیں ہے
چترا مانس وا کو کھائے   مورکھ اس کے پاس نہ جائے

(۸۲)

ایک تریا ہے نک چڑھی   اور ہاڑ سی ساری دیہہ
تالن کی رانی کہیے   نینن ساتھ سنیہہ

(۸۳)

ایک پرکھ او باراں نام   دیکھے نہیں صبح اور شام
برس دن میں جاتا ہے   رین پڑے بھی آتا ہے

(۸۴)

آگ لگائی پھنگ سوں اور جل گئی وا کی جڑ
ایک بروانکھ بولتا سو بوجھن ہارا نر

(۸۵)

اوپر سے وہ بھیگی ہوئے اور بھیتر سے جل جائے
فکر جگت میں نا جی بوجھے نیک تمہی بتائے

(۸۶)

ایک منڈھی جو کہ تھی سونی   بھیتروا کے بالا، دھونی
بھویں پر گرتے ہی جل جائے   یہ اچرج دھونی بل جائے

(۸۷)

ایک پرکھ میں ایسا دیکھا جو تھائی جل جائے
بنا پڑھے کچھ دم کرے اور کپڑا ابل بل جائے

(۸۸)

آدھا کافر سارا شور   اس کو بوجھو کر کر غور

(۸۹)

ایک نار بھونرا سی کالی   بن کانوں وہ پہنے بالی
بن ناک وہ سونگھے پھول   جتنا عرض اتنا طول

(۹۰)

آدھی مہنگی ساری سستی   سارا جنگل آدھی بستی

(۹۱)

ایک نار دو نانکھ رتجھی   ز ٹیڑھی اور مانگھ سیدھی

(۹۲)

آدھا بکرا سارا ہاتھی   ہاتھ بندھا دیکھا یک ساتھی

(۹۳)

آدھا ارنا سارا ہاتھی   جو دیکھے سو لگاوے چھاتی

(۹۴)

ایک عجائب بروا دیکھا   نیچے اس کے چھانہہ گھنی
پھول نہ لاوے پھل اُترے ہیں   بوجھے وا کو بڑا گنی

(۹۵)

ایک پرکھ جن عالم کیلا   آدھا باجا آدھا گیلا

(۹۶)

اندر چلمن باہر چلمن بیچ کلیجہ دھڑکے
امیر خسرو یوں کہیں وہ دو دو انگل سر کے

(۹۷)

بدھنا نے اک پرکھ بنایا   تریادی اور نیہہ لگایا
چوک بھئی کچھ واسے ایسی   دیس چھوڑ بھیو پردیسی

(۹۸)

بانس بریلی سے ایک ناری   آئی اپنی بند کٹاری
پی کچھ اُس کے کان میں پھونکی   بولی وہ سُن پی کے مُنہ کی
آہ پیا یہ کیسی کینی   آگ برہ کی بھڑکا دینی

(۹۹)

بھانت بھانت کی دیکھی ناری   نیر بھری ہیں گوری کاری
اوپر بسیں اور جگ کو دھاویں   رچھا کریں جب نیر بہاویں

(۱۰۰)

بن سر کا نکلا چوری کو بن تھن کی پکڑی جائے
دوڑیوں بن پاؤں کے بن سر کا لیے جائے

(۱۰۱)

بالوں باندھی ایک چھنال   نت وہ رہوے کھولے بال
پی کو چھوڑ نفر سے راضی   چترا ہو سو جیتے بازی

(۱۰۲)

بال نوچے کپڑے پھٹے موتی لیے اُتار
یہ بپتا کیسی بنی جو ننگی کر دئی نار

(۱۰۳)

بات کی بات ٹھٹھولی کی ٹھٹھولی   مرد کی گانٹھ عورت نے کھولی

(۱۰۴)

بانس کا مندر وا باشا باشے کا وہ کھاجا
سنگ ملے تو سر پر رکھیں واکو رانی راجا
سی سی کر کے نام بتایا میں بیٹھا ایک
اُلٹا سیدھا ہر پھر دیکھو وہی ایک کا ایک
بھید پہیلی میں کہی تو سُن لے میرے لال
عربی ، ہندی ، فارسی تینوں کرو خیال

(۱۰۵)

بانس کاٹے ٹھائیں ٹھائیں ندی کو گنگوائے
کنول کا سا پھول جیسے اُنگل انگل جائے

(۱۰۶)

بالا تھا جب سب کو بھایا   بڑھا ہوا کچھ کام نہ آیا
خسرو کہدیا اس کا ناؤں   ارتھ کرو نہیں چھاڈو گاؤں

(۱۰۷)

بیسیوں کا سر کاٹ لیا   چوری کی نا خون کیا

(۱۰۸)

بلک بلک بھوجن کرے اور کاس کاس میں بیٹھ
جنور ہے پر جی نہیں لیت سواری پیٹھ

(۱۰۹)

بھوکے پیاسے آتے ہیں   وہ بزرگ کیوں کہلاتے ہیں
فکر سے ان کو منہ میں رکھے   بیکنٹھوں میں بھوجن چکھے

(۱۱۰)

بھوجن تھا سو جل گیا اور یا میں مین نہ میکھ
چھیڑ چھاڑ جاتی رہی سو کانٹا کھٹ کت دیکھ

(۱۱۱)

بند کیے سے نکلا جائے   چھوڑ دیے سے جاوے آئے
مورکھ کو دیہی نہیں سوجھے   گیانی ہو اک دم میں بوجھے

(۱۱۲)

بن پر کو پنچھی میرو   گھٹ اندر وا کیو بسیرو
پر دار کا ساوا کا ناؤں   وا پنچھی کے ہاتھ نہ پاؤں

(۱۱۳)

بہاکرے ندی نہیں نالا   رووے آپ رُلانے والا
وا کی ہیبت سب کو آئی   شیر نہیں نا سور سپاہی

(۱۱۴)

بنا چاندنی چاند ہے اور بنا باس کے پھول
جتنا عرض وانار کا اتنا وا کا طول

(۱۱۵)

برہ کا مارا گیا چمن میں   عشق چھنا ہے سیاہ برن میں
جور گلوں کے سہتا ہے   پر بولے بن نہیں رہتا ہے

(۱۱۶)

بنی رنگیلی شرم کی بات   بے موسم آئی برسات
یہی اچنبھا مجھ کو آئے   خوشی کے دن کیوں روتی جائے

(۱۱۷)

بیری ایک کا ایک ہے اور ایک کا بیری ایک
فکر کہے یہ ایکٹھے کیسے مجھو یہی پرکھ

(۱۱۸)

باگھ تو کہنے میں کہلاوے   اور سُکھ واس سے عالم پاوے

(۱۱۹)

پی کے نام سے بجت ہے کامن گوری گات
ایک بیر دو بیر ستی بھئی پیانہ پوچھے بات

(۱۲۰)

پانی میں نس دن رہے جائے ہاڑ نہ ماس
کام کرے تلوار کا پھر پانی میں باس

(۱۲۱)

پون چلت وہ دیہہ بڑھاوے جل پیوت وہ جیو گنواوے
ہے وہ پیاری سندر نار نار نہیں پر ہے وہ نار

(۱۲۲)

پان پھول وا کے سر ماہیں لڑیں کٹیں جب مد پر آہیں
چٹے کالے وا کے بال بوجھ پہیلی میرے لال

(۱۲۳)

پی کے چرنوں آت ہے اور کر مٹھی کے بیچ
صورت ہے اشنان کی گارا نہیں نہ کیچ

(۱۲۴)

پھول تو وا کا اوکھد سہائے پھل سب جگ کے کا ہیں آئے
اُجڑی کھیتی جاوے ناس جب دیکھو جب پاس کا پاس

(۱۲۵)

پتلی جیسی کامنی اور دیہہ لچکت ہے ساری
منہ نہیں اور دانت گھنیرے کاٹ کھات ہے ناری

(۱۲۶)

پانی میں پیاسی رہے اور برسے ملے تو گابھن ہوئے
دانا بچے دیت ہے اور برلا بوجھے کوئے

(۱۲۷)

پانی میں پیاسی رہے اور نہیں کنت سے بھینٹ
سچ مچ بچے دیت ہے کہاں رکھا یا چیٹ

(۱۲۸)

تانا بانا جل گیا جلا نہیں اک تاگا
گھر کا چور پکڑ گیا گھر موری میں سے بھاگا

(۱۲۹)

تین ٹانگ کا دیکھا پیا دو کر سیس چھاتی دیا
ہر کے دوارے بھیک کہے لا چتر مانس بوجھ پہیلا

(۱۳۰)

تل اوپر کے دو ہیں بھائی ان کا ہے یہ کام
لڑیں بھڑیں آپس میں دونوں مل کر کریں کلام

(۱۳۱)

تیلی کا تیل کمہارا کا ہنڈا ہاتھی کی سونڈ نواب کا جھنڈا

(۱۳۲)

ٹوٹی ٹوٹ کے دھوپ میں پڑی
جوں جوں سوکھی ہوئی بڑی

(۱۳۳)

ٹھور نیر پر ہوت ہے اور بھیتر سے جل جائے
ہاتھی گھوڑا اونٹ شلیتا واہی کے بل جائے

(۱۳۴)

جھلمل کا کنواں رتن کی کیاری
بتاؤ تو بتاؤ نہیں دوں گی گاری

(۱۳۵)

جا گھر لال بلیا جائے   تا کے گھر میں دُند مچائے
لاکھن من پانی پی جائے   دھر اڈھکا سب گھر کا کھائے

(۱۳۶)

جل سے گاڑھو تھل دھرو جل دیکھے کمھلائے
لاؤ بسندر پھونک دیں جو امر بیل ہو جائے

(۱۳۷)

جل کر اُپجے جل میں رہے   آنکھوں دیکھا خسرو کہے

(۱۳۸)

جل ترور سے اوپجا ایک   پات نہیں پر ڈال انیک
اس ترور ستیل کی چھایا   نیچے ایک بیٹھ نہیں پایا

(۱۳۹)

جب کا تو جب ڈھڈ ہے بن کاتے کمھلائے
ایسی او بھت نار کا انت نہ پایا جائے

(۱۴۰)

جل جل چلتا بستا گاؤں بستی میں نا وا کا ٹھاؤں
خسرو نے دیا وا کا ناؤں بوجھوار تھ نہیں چھاڈو گاؤں

(۱۴۱)

جے کارن پی جل گئے اور جی کا کرنے کال
گھر بن جی تڑپن لگے سو کیسا یہ جنجال

(۱۴۲)

جیسے گولا توپ کا اور ویسی وا کی دیہہ
دم تو جیون مول ہے سانس لیے جی دے

(۱۴۳)

جل کا اُپجا دیکھا جل میں کانٹے ہیں وا کے کل کل میں
گیلا ہو تو ہاٹ بکائے سوکھے سے کئی کام میں آئے

(۱۴۴)

جھوٹی سچی باندھی جائے روپ برن اور ستی ناری
لوگن دیکھا گلے لپٹ گئی ایسی ڈری بچاری

(۱۴۵)

جل بل جاتی کرسی دیکھی   بستی اُجڑی سگری دیکھی
سب تو جانے بجری ہے   پھر ناؤں لیے کیوں ٹھہری ہے

(۱۴۶)

جس کے وہ پیروں پڑی اس کا جی گھبرائے
بہت دکھوں سے قدم اُٹھے اور راہ نہ نبیڑی جائے

(۱۴۷)

جل تو جیون مول ہے اور بن جل سو کملائے
فکر اگن وہ کون سی جو پون لگے مرجائے

(۱۴۸)

جل بل گئی پیا کے پاس   تک کو اور جنم کی آس
جب سندر نے آن کہی   تب وہ تریا جان گئی

(۱۴۹)

جل جل جاوے پھر بسے اور نت اُجڑے وہ گاؤں
گھاٹ گھاٹ پر وا کا ٹھاؤں بوجھ فکر سے ناؤں

(۱۵۰)

جل جاوے پر جلے نہیں اور بنا چوب کا ڈیرا
بل بل آوے بیٹھے جاوے پل میں کتنے بیرا

(۱۵۱)

جو تریا کو بھرتا جائے   دو ہی پرکھ کر تار بنائے
مال دام رکھ سب تک لائے   گھاتا گھاتا نام کہائے

(۱۵۲)

جو کپڑوں میں ہووے کم   آدھا کاٹور ہے خصم

(۱۵۳)

جل کر بنے جل میں رہے   آنکھوں دیکھا خسرو کہے

(۱۵۴)

چام ماس وا کے نہیں نیک   ہاڑ ہاڑ میں وا کے چھیک
موہے اچنبو آوت ایسے   وا میں جیو بست ہے کیسے

(۱۵۵)

چالیس من کی نار رکھاوے سوکھی جیسے تیلی
کہن کو پردے کی بی بی ہے پر ہے وہ رنگ رنگیلی

(۱۵۶)

چاروں دسا کی سولہ رانی   تین پرکھ کے ہاتھ بکانی
مرنا جینا اُن کے ہاتھ   کبھو نہ سوویں وہ ایک ساتھ

(۱۵۷)

چندر بدن زخمی تن پاؤں بنا وہ چلتا ہے
امیر خسرو یوں کہیں وہ ہولے ہولے چلتا ہے

(۱۵۸)

چار اُنگل کا پیڑ سوا من کا پتا
پھل لگے الگ الگ پک جائے اکٹھا

(۱۵۹)

دیکھ سکھی پی کی چترائی   ہاتھ لگاوت چوری آئی

(۱۶۰)

دھوپوں سے وہ پیدا ہووے چھاؤں دیکھ مرجھاوے
اے ری سکھی میں تجھ سے پوچھوں ہوا لگے مر جاوے

(۱۶۱)

دودھ میں دیا دہی میں لیا

(۱۶۲)

دانائی سے دانت اس پہ لگاتا نہیں کوئی
سب اس کو بھُناتے ہیں پر کھاتا نہیں کوئی

(۱۶۳)

دل کا تو دنبل بھیا اور نین کا ناسور
جو اوکھت سے دُکھ کٹے تو میں بھی کروں جرور

(۱۶۴)

دونر میں ہے ایک ہی نار   یہی رہیں ہیں سب کے دوار
دونر سے وہ ناری جو جھے   جب جانو جب چٹ پٹ بوجھے

(۱۶۵)

دیہی نہ دیکھی نرم کہائے   بُری لگے اور ہنسی سی آئے

(۱۶۶)

دس ناری کا ایک ہی نر   بستی باہر وا کا گھر
پیٹھ سخت اور پیٹ نرم   منہ میٹھا تا ثیر گرم

(۱۶۷)

دانہ دانہ ناتے ہیں   سب کا لیکھا کھاتے ہیں
کریاری واناری سے   ہر کو بجھو بچاری سے

(۱۶۸)

دونر میں ہے ایک ہی ناری   چٹ پٹ بوجھے ہلکا بھاری
کھات بچن نہیں کہتی ہے   اور چٹیا کر میں رہتی ہے

(۱۶۹)

دیہی میں دیدے گھنے اور تن میں دیا بلا
گھر گھر مانگت پھرت ہیں پالگ سیس چڑھا

(۱۷۰)

دوسرے کا ایک پرکھ کہائے   نرناری کے آن سمائے
شام سے لے کرتا بے بھور   باندھا رہے نہیں وہ جور

(۱۷۱)

دوسر کا ہے ایک ہی نام   بیچ میں اُن کے رہتا کام
بول نجانے سنتے سنگ   اُن دونوں کے بیچ سرنگ

(۱۷۲)

دو تریاں مل بھینٹ کریں وہ ہوتی ہیں سنگ سار
کالے منہ کا پرکھ ملے تب جنم لے سندر نار

(۱۷۳)

دو تریاں مل پُرکھ کہائی   اور پتا کب پشم بُنائی

(۱۷۴)

ڈالا تھا سب کے من بھایا   ٹانگ اڑا کر کھیل بنایا
کمر پکڑ کے دیا ڈھکیل   جب ہُوا وہ پورا کھیل

(۱۷۵)

ڈوبی جاوے سر کے بل   پاٹ ہی پاٹ نہیں ہے جل
غوطے کھاتی جاتی ہے   چھاتی انگ لگاتی ہے

(۱۷۶)

رات سمے ایک سوہا آیا   پھولوں پاتوں سب کو بھایا
آگ دیئے وہ ہوئے روکھ   پائی دیئے وہ جاوے سوکھ

(۱۷۷)

رین پڑیں بھوجن کریں اور دنواں پھت نہیں پون
اُلٹے لٹکے تپشا کریں جوگی نہیں وہ کوان

(۱۷۸)

رنگ میں ہے سربور یہ دیکھو کان نہیں ہے
کہلاتا ہے خان ولے پیٹھان نہیں ہے

بدکو رکھیں باندھ اُسے پہچان نہیں ہے
یہاں سے وہاں تک دیکھ ذری طوفان نہیں ہے

(۱۷۹)

رین دنا وہ روتا ہے   اور کسی کے ہوتا ہے
جب رونے سے بند ہو جائے   آگے سے بھی بہت ستائے

(۱۸۰)

رین دنا وہ آوے جاوے   یہی جنم سے کام بناوے
بوجھ فکر سے اتنی بات   کس پر بندھے دن اور رات

(۱۸۱)

ریڑھ پر چام سب دیہہ اگھاڑی   پیٹھ پر سینگ پیٹ میں داڑھی
ہاتھ نہ پانوں نہ واکے کل   چلے پھرے داڑھی کے بھل

(۱۸۲)

سامنے آئے کردے دو   مارا جائے نہ زخمی ہو

(۱۸۳)

سیام برن اک ناری   ماتھے اوپر لاگے پیاری
جو مانس اس ارتھ کو کھولے   کُتے کی وہ بولی بولے

(۱۸۴)

سر پر جٹا گلے میں جھولی کسی گرو کا چیلا ہے
بھر بھر جھولی گھر کو دھاویں اس کا نام پہیلا ہے

(۱۸۵)

سیام برن پیتا بر کاندھے مرلی دھرنی ہوئے
بن مُرلی وہ ناد کرت ہے برلا بوجھے کوئے

(۱۸۶)

سونے کی ایک نار کہاوے   بنا کسوٹی بان دکھاوے

(۱۸۷)

سکھ کے کارج بنا اک مندر   پون نہ جاوے وا کے اندر
اس مندر کی ریت دوانی   بچھاویں آگ اور لوڑھیں پانی

(۱۸۸)

سولی چڑھے سکت کرے سیام برن اک نار
دوسے دس سے بیس سے ملے ایک ہی بار

(۱۸۹)

سیام برن اک نار کہاوے   تانبا اپنا نام دھراوے
جو کوئی وا کو مکھ پر لاوے   رتی سے سیر کھا جاوے

(۱۹۰)

سیام برن اور سوہنی پھولن چھائی پیٹھ
سب سورن کے گلے پڑت ہے ایسی بن گئی ڈھیٹھ

(۱۹۱)

سر پر جالی پیٹ سے خالی   پسلی دیکھ ایک ایک نرالی

(۱۹۲)

سیار برن اور دانت انیک لچھت جیسے ناری
دونوں ہاتھ سے خسرو کھینچے اور یوں کہے تو آری

(۱۹۳)

سر کنڈوں کے ٹھٹھ بندھے اور بند لگے ہیں بھاری
دیکھی ہے پر چاکھی نہیں لوگ کہیں ہیں کھاری

(۱۹۴)

ساون بھادوں بہت چلت ہے ماگھ پوس میں تھوری
امیر خسرو یوں کہے تُو بوجھ پہیلی موری

(۱۹۵)

سب سکھن کا پیا پیارا   سب میں ہے اور سب سوں نیدا
وا کی آن مجھے یہ بھا   جا کی ہے بن دیکھے چا

(۱۹۶)

سب کوئی اس کو جانے ہے   پر ایک نہیں پہچانے ہے
آٹھ دھڑی میں لیکھا ہے   فکر کیا ان دیکھا ہے

(۱۹۷)

ساری دیہہ لگاوے سنگ اور جنم لیت ہے نار
اور فکر سب چھوڑ دو اس کا کرو بچار

(۱۹۸)

ساری دیہہ کی بات نہ جانے
ہاتھ میں ہاتھ لے پہچانے

(۱۹۹)

سر بل جاوے ناری ایک چوٹی اوپر چوٹی دیکھ
سینہ واکا سب کو بھاوے سبھی جگت کے کام میں آوے

(۲۰۰)

ساگر باسا بھوجن رکت پھول رہت ہے کیوں
سیس چھید جب دہ لیا پھر وہ جوں کی توں

(۲۰۱)

سر کلکی راجہ نہیں اور چھوٹا پر نہیں سانڈ
ایک سمے ناچا کرے کنچن نہیں نہ بھانڈ

(۲۰۲)

سر جالی اور پیٹ سے خالی پسلی ایک اک دیکھ نرالی
فکر مجھے ہے یہی پریکھ ہاتھ نہ گردن مونڈھا ایک

(۲۰۳)

سمجھے رہو یہ جاوے گی اور گور ہی منہ دکھلاوے گی
جان بوجھ کیوں روتا ہے یہاں فکر کیے کیا ہوتا ہے

(۲۰۴)

سو سو رنگ سے آتی ہے   اور برُے دنوں میں جاتی ہے
ایسے تو متوالی ہے   پر نہیں فکر سے خالی ہے

(۲۰۵)

سنگ سہیلی چل بسے اور ہم بھی چلنے ہار
نئی ریت یا دیس کے جو بندی چھٹے پکار

(۲۰۶)

سبز رنگ جنگل کی بوٹی   بات کراوے سچی جھوٹی
گن اوگن سب فکر بُھلائے   پیالائے جب موج دکھائے

(۲۰۷)

سونے میں جو دیکھی بات   سوجھے اور روپ کے ساتھ
بیان کیا جب مل کر چار   نئی طرح سے دیا بچار

(۲۰۸)

سیت برن دیکھی یک ناری   پی کے بروگ پڑی بچاری
نک سک سو اکست یک انگ   پران گئے پیتم کے سنگ

(۲۰۹)

سر طُرا مقیش کا اور گوری گاؤں کہات
کھڑی کھڑی رووے ہنسے کوئی نہ پوچھے بات

(۲۱۰)

سانپ سر کی چٹیا لے کے ناہر یا غرائے
کہیے راجہ بھوگ سے یہ کون جناور جائے

(۲۱۱)

سر ہے اُس کا پھسپھسا اور پنجے اس کے یوں
امیر خسرو یوں کہیں اس کے پیٹ میں ڈنڈا کیوں

(۲۱۲)

شیام برن اور دانت انیک لچکت جیسے ناری
دونوں ہاتھ سے خسرو کھینچے اور یوں کہے تو آری

(۲۱۳)

عجب طرح کی ہے اک نار   وا کا میں کیا کروں بچار
دن وہ رہے بدی کے سنگ   لاگ رہے نس وا کے انگ

(۲۱۴)

عین مین ہیں سیب کی صورت آنکھیں دیکھی کہتی ہیں
ان کھاویں نہ پانی پیویں دیکھے سے وہ جیتی ہیں
دوڑ دوڑ زمین پر دوڑیں آسمان پر اُڑتی ہیں
ایک تماشا ہم نے دیکھا ہاتھ پاؤں نہیں رکھتی ہیں

(۲۱۵)

عشق میں اپنے دکھ بھرے اور اوپر ہو جل جائے
آنکھوں دیکھت چھل کرے بیکنٹھی کیوں کہلائے

(۲۱۶)

فارسی بولی آئی نہ   ترکی ڈھونڈی پائی نہ
ہندی بولوں آرسی آئے   خسرو کہے کوئی نہ بتائے

(۲۱۷)

کیا جانوں وہ کیسا ہے   جیسا دیکھو ویسا ہے
ارتھ تو اس کا بوجھے گا   منہ دیکھو تو سوجھے گا

(۲۱۸)

کھیت میں اُپجے ہر کوئی کھائے
گھر میں ہووے گھر کھا جائے

(۲۱۹)

کاجل کی کجلوٹی اودھو کا سنگار
ہری ڈال پہ مینا بیٹھی ہے کوئی بوجھن ہار

(۲۲۰)

کیلی پر کھیتی کرے اور پیڑ میں دیدے آگ
راس ڈھوئے گھر میں رکھے وہاں رہ جائے راکھ

(۲۲۱)

کھڑا بھی لوٹا پڑا بھی لوٹا   ہے بیٹھا اور کہیں ہے لوٹا
خسرو کہے سمجھ کا ٹوٹا

(۲۲۲)

کر جڑوا کے ہوت ہے اور پون دیت ہے ہل
ایسا بروا کون سا کہ جا کے بنجیا پھل

(۲۲۳)

کالا منہ کر جگ دکھلاوے بھولا بسرا یاد دلاوے
رین دنا چاتر غم کھاتا مورکھ کو لیکھا نہیں آتا

(۲۲۴)

کئی پتی کی نار کہائے بھوجن کارن بیدھی جائے
دوجی باری کام نہ آئے باھمن یاجمان بتائے

(۲۲۵)

کوئی چاتر بوجھ کے دیکھے کرسوں ناری چلتے دیکھے

(۲۲۶)

کمائی اپنی پھینک دے اور جی پر نہیں ملال
واسے کیوں ہٹ جات ہیں جو روزی کھائے حلال

(۲۲۷)

کر سے تو بیٹھتا نہیں اور پگ سے چوک نجائے
راہ باٹ میں چلتے پھرتے چرنوں سے لگ جائے

(۲۲۸)

کر سے کہوں تو آرسی آوے جو ماروں تو مار نہ کھاوے
جو میں کروں وہ کر دکھلاوے بوجھ فکر جو بوجھی جاوے

(۲۲۹)

کھانے کو وہ بنے نہیں پر کھاتے ہیں
جل اپجیں بے سنگی نہیں بناتے ہیں

(۲۳۰)

کراشنان سبھا میں بیٹھی نیچی تھی پر اونچی بیٹھی
ایسی نار کرم کی ہینی جن دیکھا تن تھو تھو کینی

(۲۳۱)

کوٹھے تلے کچنال پکارے
ہائے دیا مجھے بامن مارے

(۲۳۲)

گوری سندر پاتلی کیسر کالے رنگ
گیارہ دیور چھوڑ کر چلے جیٹھ کے سنگ

(۲۳۳)

گول گات اور سندر مورت کالا منہ تِس پر خوبصورت
اس کو جو ہو محرم بوجھے سینا دیکھ پرونا سوجھے

(۲۳۴)

گانٹھ گٹھیلا رنگ رنگیلا ایک پرکھ ہم نے دیکھا
مرد استری اس کو رکھیں اس کا کیا کہوں لیکھا

(۲۳۵)

گھوم گھمیلا لہنگا پہنے ایک پاؤں سے رہے کھڑی
آٹھ ہاتھ ہیں اس ناری کے صورت اس کی لگے پری
سب کوئی اس کی چاہ کریں ہیں گبرو مسلماں ہندو چھتری
خسرو نے یہ کہی پہیلی دل میں اپنے سوچ ذری

(۲۳۶)

گھوم گھام کے آئی ہے اور میرے من کو بھائی ہے
دیکھی ہے پر چاکھی نہیں اللہ کی قسم کھائی ہے

(۲۳۷)

گول مول اور چھوٹا موٹا ہر دم وہ تو زمین پہ لوٹا
خسرو کہے یہ نہیں ہے چھوٹا جو نا بوجھے عقل کا کھوٹا

(۲۳۸)

گپت گھاؤں تن میں لگو اور جیا رہت بے چین
اوکھت کھائے دکھ بڑھے سو کرو سکھی کچھ بین

(۲۳۹)

گلا کٹے وہ چوں نہ کرے اور منہ رکت بہائے
سو پیاری باتیں کرے فکر کتھا دکھلائے

(۲۴۰)

لوہا چابے ہر نا لادے باگن باگن پھرتا آئے
لوگن کے کوسے نہ مرے سب لوگ کہیں یہ مر کب جاوے

(۲۴۱)

لئے لئے اک تریا آئی   جو کچھ اس نے کری کمائی
گر تو چاہے اپنی گت   پیا کو ہر گز چھوڑے مت

(۲۴۲)

ملا رہے تو زر ہے الگ ہوئے تو نار
سونے کا سارنگ ہے چترا کرے بچار

(۲۴۳)

موٹا پتلا سب کو بھاوے   دو میٹھوں کا نام دھراوے

(۲۴۴)

ماٹی روندوں چک دھروں پھیروں بارم بار
چاتر ہو تو جان لے میری جات گنوار

(۲۴۵)

میٹھی میٹھی بات بناوے ایسا پرکھ وہ کس کو بھاوے
بوڑھا بالا جو کوئی آئے اُس کے آگے سیس نوائے

(۲۴۶)

میں ہنسوں میرا کنٹھ کرا ہے   میری ہنسی پیا کو نہیں بھائے
پاؤں پسار پیا گئے لیٹ   دُکھتی چوٹ کنونڈی بھینٹ

(۲۴۷)

ماتا ناؤں دھرائے کے اور گرب دیو پھیلائے
ڈائن سے کچھ کم نہیں جو پیٹ میں دھرتی جائے

(۲۴۸)

مین میکھ سب تج دیو اور بیٹھو دھیان لگائے
اپنے رس کے کارنے سو آئے کنٹھ بندھائے

(۲۴۹)

منہ سے اُگلے منہ سے کھائے   منہ سے منہ کو لگاتی جائے
ٹھوک بدن کہلاتی ہے   ہر دم میں بان چلاتی ہے

(۲۵۰)

ماتا وا کی یار کہا وے دھرتی نچو نگری
مار مار چھو ندیس کرت ہیں مرتی دنیا سگری

(۲۵۱)

مسلمان کے بہتر سمجھیں ہندو کے اوتار
تپشیا کرے نا ہر بجھے بانس کھاوے مار

(۲۵۲)

من کھولے جب تریا آئی   ڈھیلے ہو گئے سب سپاہی
کوئی سونا لینے جاتا ہے   وہ سونا آپ ہی آتا ہے

(۲۵۳)

میں جو ہنسی پیا مورے روئے   رووے رووے مورا منہ ٹوئے
میں جو گئی دنا دو چار   پیا مورے سوئے گوڑ پسار

(۲۵۴)

میں موٹھی مورے پیا اکاس   کیسے جاؤں پی کے پاس
بیری لوگ مونہہ دیکھاویں   پی چاہیں تو آپی آویں

(۲۵۵)

نئی کی ڈھیلی پورانی کی تنگ
بوجھو تو بوجھو نہیں چلو میرے سنگ

(۲۵۶)

نر سے پیدا ہووے نار   ہر کوئی اُس سے رکھے پیار
ایک زمانہ اس کو کھاوے   خسرو پیٹ میں وہ نہ جاوے

(۲۵۷)

ناری کاٹ کے سر کیا سب سے رہے اکیلا
چلو سکھی واں چل کے دیکھیں نر کاری کا میلا

(۲۵۸)

ناری میں ناری بسے ناری میں نر دوئے
دو نر میں ناری بسے بوجھے برلا کوئے

(۲۵۹)

ناری سے تو نر بھئی اور شیام برن بھی سبو
گلی گلی کو کت پھریں کوئی لو، کوئی لو، کوئی لو

(۲۶۰)

نر ناری کو جوڑی ڈیٹھی   جب بولے تو لاگے میٹھی
اک نہائے اک تاپن ہارا   چل خسرو کر کوچ نقارہ

(۲۶۱)

نارنگی رنگ رتیج کی اور رنگی ہے کرتار
سگری دنیا لیت ہے جھوٹا ناؤں پکار

(۲۶۲)

ناری سے ناری ملے اور جنم بھی لیوے ناری
اس کے سنگ کی ٹوٹتی دیکھی اس کو دیکھا ساری

(۲۶۳)

نرناری میں کشتی ہے   کشتی ہے بے پشتی ہے
بوجھ پہیلی جو کوئی جاوے   بیکنٹھوں میں باسا پاوے

(۲۶۴)

نرناری کہلاتی ہے   اور بن ورشا جل جاتی ہے
پرکھ سے آوے پرکھ میں جائے   نہ دی کسی نے بوجھ بتائے

(۲۶۵)

نار جگت کی جیون مول   دیہی رہی ہے وا کی پھول
چھید نہیں ہے ناکا جیسے   پون پیٹ میں وا کے کیسے

(۲۶۶)

نر ناری ہیں جگ میں ایک   دیہی نہ دیکھی واکی نیک
جس کے منہ سے سیدھے آئے   کھائے پیئے بن مست ہو جائے

(۲۶۷)

نر ناری کہلاتا ہے   اور نر ناری کو آتا ہے
گر زندگی ہو مر جاتا ہے   پر لاغر سا کر جاتا ہے

(۲۶۸)

نر ناری کو جو نر بھائے   یہ دکھ اس پر ہووے ہائے
ٹکڑے ہو اور کچھ نہ کہے   سیس کٹے تو پڑا رہے

(۲۶۹)

وہ پنچھی ہیں جگت میں جو بست بھویں سے دور
رین کو ان کو بینا دیکھا دن کو دیکھا سور

(۲۷۰)

ہاتھ میں لیجیے دیکھا کیجیے

(۲۷۱)

ہے وہ ناری سندر نار   نار نہیں پر وہ ہے نار
دور سے سب کو چھب دکھلاوے   ہاتھ کسی کے کبھو نہ آوے

(۲۷۲)

ہر روپ ہے بج وہ بات　　مکھ میں دھرے دکھاوے جات
تین بستیوں سے ادھک پیار　　جانت ہیں سب سے نر نار
ہر ایک سبھا کا رکھے مان　　چترائے کی تا پہچان

(۲۷۳)

ہاڑ کی دیہی اُجلی رنگ　　لپٹا رہے ناری کے سنگ
چوری کی نا خون کیا　　وا کا سر کیوں کاٹ لیا

(۲۷۴)

ہندی میں ناری کہیں فارسی میں نر کہلائے
اگن تو نیڑے نہیں پر آپھی سے جل جائے

(۲۷۵)

ہر ہر پیڑ سہاون پات　　کیوں برن سام اور رات
جب ناہیں سے وا کا نانو　　بوجھ پہیلی چھوڑو گانو

جوابات

۱۔ آئینہ
۲۔ آسمان
۳۔ آری
۴۔ آکھ
۵۔ آم
۶۔ آنکھ
۷۔ انار (آتش بازی کا)
۸۔ ازار (پائجامہ، شلوار)
۹۔ اولا
۱۰۔ پائجامہ
۱۱۔ بتی۔ چراغ
۱۲۔ بدلی (بادل)
۱۳۔ برچھی
۱۴۔ بگلا
۱۵۔ بچھو
۱۶۔ بتی۔ چراغ
۱۷۔ بھٹا
۱۸۔ بیا کا گھونسلا
۱۹۔ بھڑ کا چھتہ
۲۰۔ بندوق
۲۱۔ بھٹا
۲۲۔ بیر بہوٹی
۲۳۔ پان
۲۴۔ پڑایا (ہانڈی)
۲۵۔ بیر بہوٹی
۲۶۔ ہانڈی
۲۷۔ تلوار
۲۸۔ ڈولی
۲۹۔ جاڑا
۳۰۔ چرخا
۳۱۔ چکی
۳۲۔ حقہ کا دھواں
۳۳۔ چھتری
۳۴۔ رائی
۳۵۔ ڈولی
۳۶۔ شمع

۳۷۔ فوارہ
۳۸۔ کاجل
۳۹۔ کاجل
۴۰۔ کتاب
۴۱۔ کمہار
۴۲۔ کمہار کا ڈورا
۴۳۔ کمہار کا چاک
۴۴۔ پتنگ
۴۵۔ گولر کا بُھنگا
۴۶۔ پانی کی گھڑی
۴۷۔ لال
۴۸۔ نداف کی مُٹھیا
۴۹۔ مور
۵۰۔ ناؤ
۵۱۔ نگینہ
۵۲۔ آری
۵۳۔ آکھ کی بڑھیا
۵۴۔ آری
۵۵۔ چوکی
۵۶۔ مشک
۵۷۔ محرم
۵۸۔ موری
۵۹۔ مہال (شہد کا چھتہ)
۶۰۔ مینا
۶۱۔ نبولی
۶۲۔ نعت رسولؐ
۶۳۔ ریتی
۶۴۔ مچھلی کے شکار کی چھڑی
۶۵۔ برق
۶۶۔ قمقمہ لاکھ
۶۷۔ جگنو
۶۸۔ جھانواں
۶۹۔ قلم دوات
۷۰۔ مچھلی کے شکار کی چھڑی
۷۱۔ سان
۷۲۔ تعزیہ
۷۳۔ سان
۷۴۔ ڈگڈگی
۷۵۔ غصہ
۷۶۔ توپ

۷۷۔ آئینہ
۷۸۔ سپاری
۷۹۔ کنگھی
۸۰۔ ٹیسو
۸۱۔ فکر
۸۲۔ عینک
۸۳۔ باراں (بارش، برسات)
۸۴۔ حُقہ
۸۵۔ مشک
۸۶۔ غبارہ
۸۷۔ گاذر (دھوبی)
۸۸۔ فرغُل
۸۹۔ سپر (ڈھال)
۹۰۔ بلبل
۹۱۔ نتھ
۹۲۔ گجرا
۹۳۔ ارگجہ
۹۴۔ چاک کمھار
۹۵۔ دفتر
۹۶۔ قینچی
۹۷۔ آدمی
۹۸۔ بانسری
۹۹۔ بدلی (بادل)
۱۰۰۔ جال
۱۰۱۔ چونری
۱۰۲۔ بُھٹا
۱۰۳۔ قفل
۱۰۴۔ لال
۱۰۵۔ ناؤ
۱۰۶۔ دیا
۱۰۷۔ ناخن
۱۰۸۔ ڈھینکلی
۱۰۹۔ روزہ
۱۱۰۔ مچھلی کے شکار کی چھڑی
۱۱۱۔ دم
۱۱۲۔ حلق کا کوا
۱۱۳۔ ناسور
۱۱۴۔ سپر (ڈھال)
۱۱۵۔ بھونرا
۱۱۶۔ دُلھن

۱۱۷۔ اربعہ عناصر
۱۱۸۔ پلنگ
۱۱۹۔ دیا سلائی
۱۲۰۔ کمھار کا ڈورا
۱۲۱۔ آگ
۱۲۲۔ لال
۱۲۳۔ اینٹ
۱۲۴۔ کپاس
۱۲۵۔ آری
۱۲۶۔ صدف
۱۲۷۔ صدف
۱۲۸۔ جال
۱۲۹۔ ٹیسو
۱۳۰۔ لب
۱۳۱۔ شمع
۱۳۲۔ بڑی
۱۳۳۔ پل
۱۳۴۔ آرسی
۱۳۵۔ آگ
۱۳۶۔ اینٹ
۱۳۷۔ کاجل
۱۳۸۔ فوارہ
۱۳۹۔ شمع
۱۴۰۔ ناؤ
۱۴۱۔ مچھلی کا جال
۱۴۲۔ حباب
۱۴۳۔ سنگھاڑا
۱۴۴۔ جُگنی
۱۴۵۔ ناؤ
۱۴۶۔ پاؤں کی بیڑی
۱۴۷۔ چراغ
۱۴۸۔ ستی
۱۴۹۔ ناؤ
۱۵۰۔ حباب
۱۵۱۔ چرخہ
۱۵۲۔ ٹوپی
۱۵۳۔ کاجل
۱۵۴۔ پنجرہ
۱۵۵۔ چلمن
۱۵۶۔ چوسر

۱۵۷۔ روپیہ
۱۵۸۔ کمھار کا چاک
۱۵۹۔ اولا
۱۶۰۔ پسینہ
۱۶۱۔ ضامن (دہی کا جامن)
۱۶۲۔ روپیہ
۱۶۳۔ عشق
۱۶۴۔ زنجیر اور کنڈا
۱۶۵۔ گدگدی
۱۶۶۔ خربوزہ
۱۶۷۔ تسبیح
۱۶۸۔ ترازو
۱۶۹۔ جھنجھیا
۱۷۰۔ ازار بند
۱۷۱۔ کان
۱۷۲۔ چقماق و پتھری
۱۷۳۔ دوشالہ
۱۷۴۔ جھولا
۱۷۵۔ سوزن
۱۷۶۔ انار (آتش بازی کا)
۱۷۷۔ چمگادڑ
۱۷۸۔ لکڑ لال خاں
۱۷۹۔ ناسور
۱۸۰۔ آفتاب
۱۸۱۔ کوچی
۱۸۲۔ آئینہ
۱۸۳۔ ابرو
۱۸۴۔ بھٹا
۱۸۵۔ بھونرا
۱۸۶۔ پلنگڑی
۱۸۷۔ حمام
۱۸۸۔ دانت کی مِسی
۱۸۹۔ دانت کی مسّی
۱۹۰۔ ڈھال
۱۹۱۔ مونڈھا
۱۹۲۔ آری
۱۹۳۔ کھاری
۱۹۴۔ موری
۱۹۵۔ حمدِ الٰہی
۱۹۶۔ حمدِ الٰہی

۱۹۷۔ چقماق و پتھری
۱۹۸۔ پشت خار
۱۹۹۔ سوزن (سوئی)
۲۰۰۔ جونک
۲۰۱۔ مور
۲۰۲۔ مونڈھا
۲۰۳۔ جان
۲۰۴۔ مت
۲۰۵۔ جان
۲۰۶۔ بھنگ
۲۰۷۔ خواب
۲۰۸۔ کیچلی
۲۰۹۔ شمع
۲۱۰۔ ڈھول
۲۱۱۔ لہسن
۲۱۲۔ آری
۲۱۳۔ پرچھائیں
۲۱۴۔ آنکھیں
۲۱۵۔ سقہ
۲۱۶۔ آئینہ
۲۱۷۔ آئینہ
۲۱۸۔ پھوٹ
۲۱۹۔ جامن
۲۲۰۔ کمھار
۲۲۱۔ لوٹا
۲۲۲۔ بادکش
۲۲۳۔ بہی کھاتہ
۲۲۴۔ پتری
۲۲۵۔ نبض
۲۲۶۔ خاکروب
۲۲۷۔ ٹھوکر
۲۲۸۔ آئینہ
۲۲۹۔ بہی کھاتہ
۲۳۰۔ اگالدان
۲۳۱۔ گھڑیال
۲۳۲۔ اَرہر
۲۳۳۔ چھتری
۲۳۴۔ کنٹھا
۲۳۵۔ چھتری
۲۳۶۔ کھائی

۲۳۷۔ لوٹا
۲۳۸۔ عشق
۲۳۹۔ پان
۲۴۰۔ گھوڑا
۲۴۱۔ روح
۲۴۲۔ چنا
۲۴۳۔ شکر قند
۲۴۴۔ کمہار
۲۴۵۔ نائی
۲۴۶۔ ہوائی
۲۴۷۔ زمین
۲۴۸۔ مچھلی کے شکار کی چھڑ
۲۴۹۔ تفنگ
۲۵۰۔ سانپ
۲۵۱۔ شیر
۲۵۲۔ خواب
۲۵۳۔ ہوائی
۲۵۴۔ کبوتر
۲۵۵۔ چلم
۲۵۶۔ دھوپ
۲۵۷۔ کنواں
۲۵۸۔ نتھ
۲۵۹۔ کوئلہ
۲۶۰۔ نقارہ
۲۶۱۔ نارنگی
۲۶۲۔ چقماق و پتھری
۲۶۳۔ نفس و روح
۲۶۴۔ ندی
۲۶۵۔ نان
۲۶۶۔ راگ
۲۶۷۔ بُڑھاپا
۲۶۸۔ کپڑا
۲۶۹۔ چمگادڑ
۲۷۰۔ آئینہ
۲۷۱۔ بجلی
۲۷۲۔ پان
۲۷۳۔ ناخن
۲۷۴۔ ندی
۲۷۵۔ گُلِ لالہ

فہرست مآخذ

۱۔	جواہر خسروی	محمد امین چریاکوٹی
۲۔	امیر خسرو	ڈاکٹر وحید مرزا
۳۔	دیوانِ کامل امیر خسرو دہلوی	سعید نفیسی
۴۔	امیر خسرو کا ہندوی کلام مع نسخۂ برلن ذخیرۂ اشپرنگر	گوپی چند نارنگ
۵۔	امیر خسرو اور ان کی ہندی شاعری	ڈاکٹر شجاعت علی سندیلوی
۶۔	آبِ کوثر	شیخ محمد اکرام
۷۔	امیر خسرو (غیر مطبوعہ)	عادل امیر دہلوی

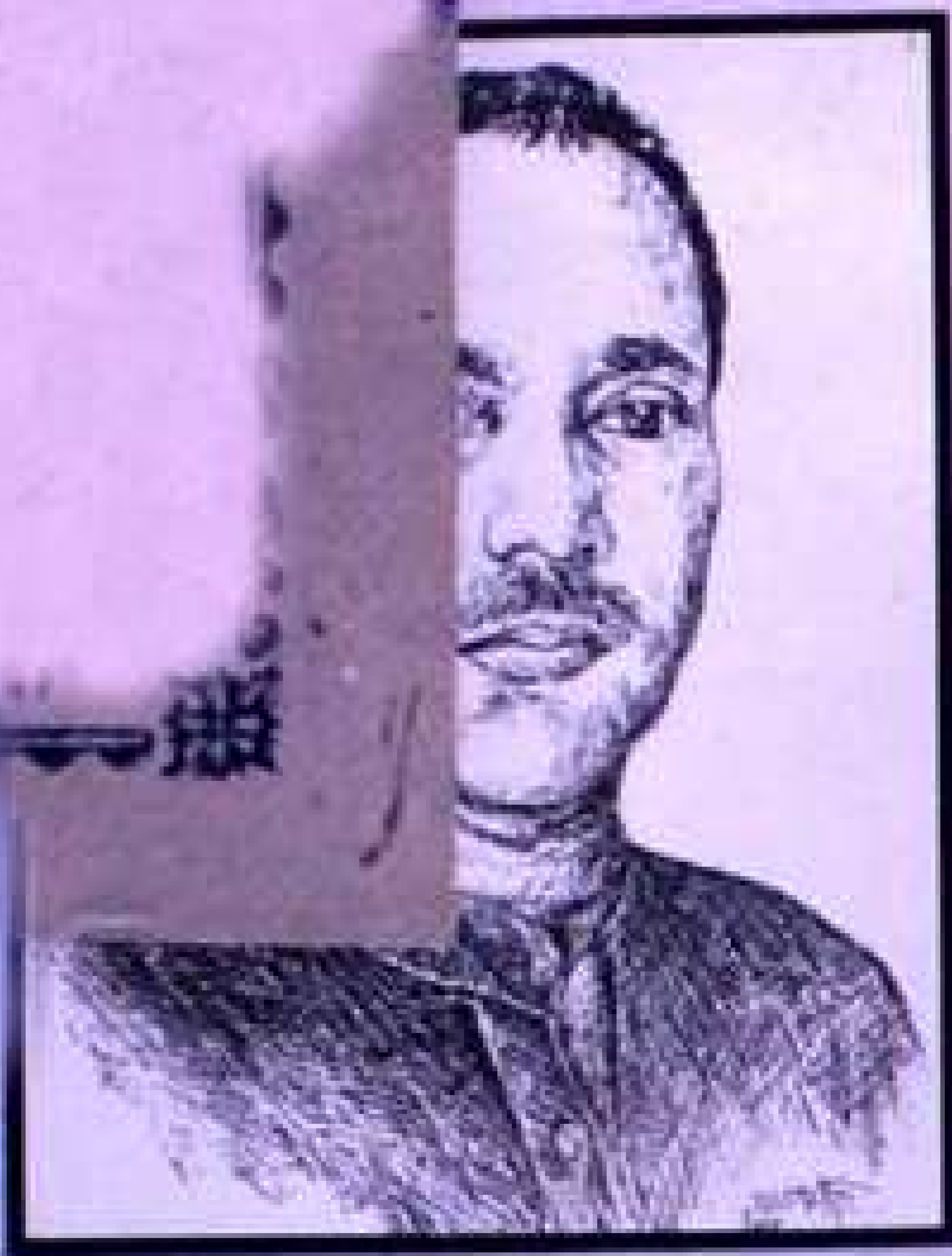

قلمی چہرہ

چہرہ کتاب نما، آنکھیں خواب نما۔ کشادہ پیشانی، ذہانت کی کہانی۔ متناسب کان، شہرت کی داستان۔ ستواں ناک، گفتگو میں انہماک۔ سر پر بال، ذہن محو خیال ـــــــ یہ ہیں بچوں کے ادیب، طفلستان کے حبیب۔ شاعر رباعیات، صاحب نعت و مناجات۔ ادب اطفال کا ایک معتبر نام، نغمہ سرائے خیام۔ باصلاحیت قلم کار، اسپ سخن کے شہسوار۔ بچوں کے خوابوں کی تعبیر ـــــــ یعنی جناب عادل اسیر

عادل اسیر ۲۱رستمبر ۱۹۵۹ء کو پیدا ہوئے، ہندوستان کے دل پر شیدا ہوئے۔ وہیں پروان چڑھے، قدم قدم آگے بڑھے۔ ابتدائی تعلیم گھر میں پائی، پھر اسکول میں شمع جلائی۔ اینگلو عربک اسکول سے وابستہ ہوئے، خود کو زیور علم سے سنوارنے پر کمربستہ ہوئے، لیکن حالات نے ساتھ نہ دیا، ہاتھوں میں ہاتھ نہ دیا۔ اسکول کا ساتھ چھوڑ دیا، نویں کے بعد رشتہ توڑ دیا۔ لیکن ہمت سے کام لیا، اللہ کا نام لیا۔ نجی طور پر پڑھتے رہے، تنہا ہی آگے بڑھتے رہے۔ آخر منزل کو پالیا، اپنے ہدف کو جالیا۔ آگرہ یونیورسٹی سے مدد لی، ایم اے اردو کی سند لی۔ پھر پنجاب یونیورسٹی پر دھاوا بولا، مولوی فاضل کا دروازہ کھولا۔

ادب کا ذائقہ چکھا، کوچہ سخن میں قدم رکھا۔ جذبات کا بار اٹھایا، غزل کو اپنا بنایا، لیکن جلد ہی اس کا ساتھ چھوڑ دیا، شاعری کا رخ موڑ دیا۔ بچوں کے ادب کو پہچان دی، ایک نئی داستان دی۔ مجموعوں کا انبار اٹھا دیا، اشعار کا ڈھیر لگا دیا۔ ’’پھول ہی پھول‘‘ کھلائے، ’’گیت مالا‘‘ سے گیت گائے، چڑیا گھر کا منظر دکھایا، بچوں کا گیت سنایا۔ ’’مولانا اسماعیل‘‘ کی یاد دلائی، ’’امیر خسروؔ‘‘ سے پہچان کرائی۔ ’’آسان نظمیں‘‘ سے دل بہلایا۔ ’’جگمگ جگمگ‘‘ کر کے دکھایا۔ بچوں کو ’’بلّے بلّے‘‘ کہا، ’’اگڑو بگڑو‘‘ کا گیت لکھا۔ ’’رباعیات‘‘ کو اردو میں ڈھالا، خیام کا دامن سنبھالا۔ ’’گلستاں کی کہانیاں‘‘ سنائیں، ’’کہاوتوں کی کہانیاں‘‘ بنائیں۔ نعتوں کے گلدستے سجائے، ’’رنگ برنگے پھول‘‘ کھلائے۔ ’’دوہوں‘‘ کا انبار لگایا، ’’پہیلیوں‘‘ کا جھاڑ اگایا۔ ’’پھول مالا‘‘ سے خوشبو اڑائی، ہر شعر پر داد پائی۔ ماحول کو رنگ برنگا بنایا، لفظوں کا چمن کھلایا۔

غرضیکہ بچوں کا دم بھر رہے ہیں، زبردست کام کر رہے ہیں۔ نئی نسلوں کو سنوار رہے ہیں، ان کا مستقبل نکھار رہے ہیں۔ ہر شعر سبق آموز ہے، جس میں ساز اور سوز ہے۔ بچوں کی نشو و نما کر رہے ہیں، یعنی کارِ ہُما کر رہے ہیں۔ زبان دلچسپ اور سلیس ہے، کتابوں کی تعداد تیس ہے۔ جن میں ملک کی عظمت کا اظہار ہے، اپنے وطن سے پیار ہے۔ جہالت کے خلاف جذبات ہیں، محبت کے احساسات ہیں۔ مٹھائیوں کے دونے ہیں، چلتے پھرتے کھلونے ہیں۔ بزرگوں کی عنایات ہیں، سچ مچ کی حکایات ہیں۔ جو شعروں میں ڈھل گئی ہیں، ان کے قلم سے نکل گئی ہیں۔ جن پر بچوں کو ناز ہے، ان کے لیے وجہ امتیاز ہے۔ وہ اسماعیل میرٹھی کے پیروکار ہیں، شفیع الدین نیّر کا وقار ہیں۔ تاہم ان کے یہاں انفرادیت ہے، نثر و نظم میں جدّت ہے۔

یہ دعا ہے قلم چلاتے رہیں
وہ اسی طرح گل کھلاتے رہیں

پروفیسر ظفر احمد نظامی